مولانا ابو البیان

علامہ مرتضیٰ الزبیدی

دینی شخصیتوں میں نمایاں حیثیت ایسے حضرات کی ہے جو علم کے مختلف شعبوں پر عبور رکھتے تھے۔ ایسے اصحاب میں سے ایک علامہ مرتضیٰ الزبیدی تھے جو بیک وقت فقیہہ بھی تھے اور محدث بھی۔ نحوی بھی تھے اور اصولی بھی۔ نثر نگار بھی تھے اور شعر بھی کہتے تھے۔ احادیث اور علم الانساب میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے اور علم لغت کے تو امام تھے۔

ان کا پورا نام محب الدین ابو الفیض محمد بن عبد الرزاق المعروف بہ سید مرتضیٰ الحسینی الزبیدی تھا۔ ۱۱۴۵ھ میں ہندوستان کے مشہور شہر بلگرام میں پیدا ہوئے۔ اسی وجہ سے بلگرامی بھی کہلائے۔

بلگرام ہندوستان کے ضلع ہردوئی (یوپی) کا ایک بہت پرانا قصبہ ہے۔ اس شہر نے بہت سی عظیم شخصیتیں پیدا کی ہیں اور دینی شخصیتوں کے اعتبار سے تو یہ قصبہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہ چکا ہے۔ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ یہاں کے باشندے زیادہ تر ذہین اور موسیقی کے بڑے اچھے مبصر ہیں۔

پہلے پہل یہاں ٹھٹیرے آباد تھے جنھیں قنوج کے حملہ آور راجپوتوں نے نکال باہر کیا۔ مغل دور حکومت میں بھی بلگرام، قنوج کی سرکار کا ایک پرگنہ تھا۔ ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی کے حملوں کے دوران ۴۰۹ھ (۱۰۱۸ء) میں قاضی محمد یوسف العثمانی المدنی الکازرونی نے اس شہر کو فتح کیا۔ غزنوی سلطنت کے زوال کے بعد مقامی ہندوؤں نے بلگرام کے مسلمان حکمران کو مار بھگایا اور قصبے پر دوبارہ قبضہ کر لیا لیکن سلطان شمس الدین التمش کے دور حکومت میں ابو الفرح واسطی کے ایک سربراہ راست جانشین سید محمد صغریٰ نے ۶۱۴ھ (۱۲۱۷ء) میں ایک مضبوط شاہی دستے کے ساتھ بلگرام پر حملہ کیا اور راجہ سری کو شکست دی جس کے نام پر یہ قصبہ سری نگر کہلانے لگا تھا اور اس شہر پر مسلمانوں کا دوبارہ قبضہ ہوا۔ ۹۴۸ھ (۱۵۴۱ء) میں یہاں ہمایوں اور شیر شاہ سوری کی فوجوں کے درمیان ایک زبردست معرکہ ہوا جس میں ہمایوں کی فوجوں نے شکست کھائی۔ ۱۰۰۲ھ میں اکبر نے شراب اور دیگر منشیات کی فروخت کو ایک فرمان کے ذریعے ممنوع قرار دیا۔

سادات بلگرام نے جو اپنے حریف عثمانی اور فرشوری شیوخ پر ہر میدان میں سبقت لے گئے تھے تاریخ میں مصنفین، علما، شعرا اور مدبرین کی حیثیت سے ناموری حاصل کی۔ ان میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہیں:

۱۔ عبدالواحد بلگرامی، مصنف سبع سنابل

۲۔ عبدالجلیل بلگرامی۔ ان کا بیٹا محمد جو مشہور عالم تھا۔

۳۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی (م ۱۲۰۰ھ۔ مصنف (۱) خزانہ عامرہ (بہ زبان فارسی) اس میں شعرا فارسی کے حالات ہیں۔ (۲) مآثر الکرام (فارسی) علما اور صوفیا کے تراجم ہیں۔ ان کے علاوہ قصائد غرا اور سبحۃ المرجان آپ کی تصنیفات ہیں۔

۴۔ امیر حیدر آزاد بلگرامی کے پوتے اور سوانح اکبری کے مصنف ہیں۔

۵۔ سید علی بلگرامی جنھوں نے مشہور فرانسیسی محقق ڈاکٹر لتبان کی عالمانہ کتاب کا ترجمہ "تمدن عرب" کیا ہے۔

۶۔ عماد الملک سید حسین بلگرامی کے برادر اکبر۔ یہ پہلے ہندوستانی مسلمان تھے جنھیں ۱۹۰۷ء میں سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا کی کونسل کا ممبر نامزد کیا گیا[1]

علامہ مرتضی کے آبا و اجداد عراق کے مشہور شہر واسط کے رہنے والے تھے۔ آپ نے چونکہ کافی عرصہ زبید (یمن) میں گزارا، اس لیے الزبیدی کی نسبت سے مشہور ہوتے۔ زبید، تہامہ یمن کا ایک شہر ہے۔ یہ اس شاہراہ پر واقع ہے جو یمن کے مرتفع علاقوں اور بحر احمر کے مابین ساحل سمندر سے کچھ دور ہٹ کر مکے سے عدن کو جاتی ہے۔ اس حصے میں چونکہ پانی کی بہم رسانی زیادہ بہتر ہے، لہٰذا ملک کا یہ حصہ کاشت کے لیے موزوں ہے۔

خود زبید شہر کے متصل دو وادیاں (ندیاں) بہتی ہیں۔ یعنی شمال میں وادی رما اور جنوب میں وادی زبید جس سے اس شہر کا نام ماخوذ ہے۔ اس کا پہلا نام الجبیب تھا۔ تہامہ کے باقی حصوں کے برعکس یہ علاقہ کھجور کے باغوں کے لیے مشہور ہے۔ یہاں تھوڑا بہت اناج، نیل اور مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ زبید کی کھالیں بھی مشہور ہیں۔ بیت الفقیہ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے مقامات کے ساتھ یہ شہر پارچہ بافی کا بھی اہم مرکز ہے۔ اہل علم و فضل کا گہوارہ اور قدیم تعلیمی مرکز ہے[2]

---

[1] دائرۂ معارف اسلامیہ، ج ۴، ص ۸۴۳ [2] ایضاً، ج دہم، ص ۴۴۸

آپ مسلکاً حنفی تھے۔ بلکہ حنفی مسلک کے پر زور حامی اور وکیل تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں بلگرام میں حاصل کی اور افضل المتاخرین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) اور علامہ محمد فاخر بن یحییٰ الہ آبادی المتخلص بہ زائر ۱۱۶۴ھ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

مزید علم حاصل کرنے کے لیے مختلف سفر کیے۔ تقریباً تین سو اساتذہ سے استفادہ کیا جن کے نام برنامجہ میں مذکور ہیں۔ کئی مرتبہ حج کیا، جہاں شیخ عبداللہ ابن محمد السندی (م ۱۱۹۴ھ)، شیخ عمر ابن احمد بن عقیل المکی اور عبداللہ السقاف وغیرہ علما سے ملاقات ہوئی۔ ۱۱۶۳ھ میں غالباً پہلی مرتبہ آپ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو وہاں سید عبدالرحمٰن العیدروس (م ۱۱۹۲ھ) اور شیخ عبداللہ میرغنی الطائفی (م ۱۲۰۷ھ) سے ملاقات ہوئی۔ وجیہہ الدین ابو المراحم سید عبدالرحمٰن العیدروس سے علم حاصل کیا۔ کافی مدت آپ کے ہاں قیام کیا۔ آپ نے علامہ کو خرقہ پہنایا۔ مرویات اور مسموعات کی اجازت بھی دی۔

ایک مرتبہ شیخ نے مصر کے علما، امرا اور ادبا کی ایسی تعریف کی کہ جس سے علامہ کے دل میں مصر جانے کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ ۹ صفر ۱۱۶۷ھ کو رخت سفر باندھ کر مصر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر "خان الصاغہ" میں اقامت اختیار کی۔ مصر کے علما میں سے سید علی المقدسی الحنفی پہلے عالم ہیں جن سے آپ نے فیض حاصل کیا۔ نیز اس وقت کے چیدہ چیدہ علما کے درسی حلقوں میں شرکت کی۔ مثلاً شیخ احمد الملوی (م ۱۱۸۱ھ)، احمد بن الحسن الجوہری (م ۱۱۸۲ھ) شمس الدین الحنفی (م ۱۱۷۶ھ) محمد بن عمر البلیدی (م ۱۱۷۶ھ) حسن ابن علی مشہور بہ المدابغی (م ۱۱۷۰ھ) وغیرہم، ان سے اجازت حاصل کی۔ نیز ان سب حضرات نے آپ کے تبحر علمی، حاضر دماغی اور فصاحت کا اعتراف کیا۔ عوام و خواص میں خوب شہرت حاصل کی اور جاہ و عزت پیدا کی۔

تین مرتبہ صعید کا سفر کیا۔ وہاں کے علما کی زیارت کی۔ شیخ العرب ہمام نے آپ کا خوب اکرام کیا۔ دمیاط، رشید اور المنصورہ بھی تشریف لے گئے۔ وہاں کے علما اور مشائخ نے بھی خوب آؤ بھگت کی۔ قرب و جوار کے جتنے علما اور اہل سلوک تھے، ان کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ قبیلہ اور بحریہ کے علاقوں کا سفر کیا اور ان اسفار کے متعلق کچھ سفرنامے لکھے جو نظم و نثر میں لطائف، محاورات اور مدائح پر مشتمل ہیں۔

۱۱۸۹ھ کے اوائل میں قاہرہ کے علاقہ سویقۃ اللالہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں کے علما نے خوب اکرام کیا، ہدیے اور نذرانے پیش کیے۔ یہاں پر آپ نے وعظ کا سلسلہ شروع کیا اور بہت جلد اس علاقے میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ چاروں طرف سے عوام اور خواص آپ کی زیارت کے لیے آنے شروع ہوئے۔ چونکہ

آپ پردیسی تھے اور وضع قطع مصری علما کی نہیں تھی۔ نیز ترکی، فارسی اور کرجی زبان بھی جانتے تھے، اس لیے لوگوں نے آپ کی دل کھول کر مالی اعانت کی۔

لوگ آپ سے حدیث کا درس لینے لگے۔ آپ حدیث مسلسل بالاولیتہ سنا کر اس کی سند حاضرین کا سماع لکھ کر تحریری اجازت دیتے تھے۔ ایک مرتبہ علمائے ازہر میں سے چند علما آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا "بنیادی کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے" چنانچہ انھوں نے فیصلہ کیا کہ آپ سے تنہائی میں صحیح بخاری پڑھیں۔ اس درس میں بہت سے علما مثلاً شیخ موسیٰ الشبخونی جو مسجد کے اور کتابوں کے انچارج تھے، بھی شریک ہوتے تھے۔ جب لوگوں کو پتا چلا کہ ازہر کے علما اور خصوصاً شیخ احمد السجاعی (م ۱۱۹۷ھ) شیخ مصطفیٰ الطائی (م ۱۱۹۲ھ) اور شیخ سلیمان الحریشی معروف بہ الاکراشی (م ۱۱۹۹ھ) نے بھی آپ سے استفادہ کرنا شروع کیا ہے تو آپ کی عزت اور شہرت میں اور بھی اضافہ ہو گیا اور گرد و نواح کے لوگ آپ کے ہاں جمع ہونے لگے اور معانی کی تشریح آپ سے کروانے لگے۔ پس آپ روایت سے درایت کی طرف آگئے اور مجمع میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپ درس میں شریک ہونے والوں کو صحیح بخاری کا کچھ حصہ روایت کر کے اور سند کے رواۃ یا زبانی دہرایا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد ابیات بھی موضوع سے متعلق سنایا کرتے تھے۔ لوگ حیران ہوتے اور کہا کرتے تھے کہ ایسی علمی باتیں تو ہم نے اس سے پہلے مصری مدرسین سے کبھی نہیں سنیں۔

اس درس کے علاوہ مسجد حنفی میں ایک اور درس کا بھی اہتمام کیا اور مقررہ دنوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں بعد از نماز عصر "الشمائل" پڑھانے لگے جس کی وجہ سے شہرت میں مزید اضافہ ہوا۔ پڑھانے کا طریقہ چونکہ نرالا تھا اور مصری علما کے مروجہ طرز پر نہیں تھا، اس لیے لوگ بڑی تعداد میں شرکت کرتے اور خوب دلچسپی لیتے تھے۔ علاقے کے متمول اور مشہور لوگ آپ کو اپنے گھروں میں درس دینے کے لیے بلاتے تھے۔ جب آپ کسی کی قیام گاہ پر درس دینے کے لیے تشریف لے جاتے تو ساتھ چند خاص طلبا، مقری اور کاتب لے جاتے۔ درس کے وقت آپ کے سامنے عنبر، عود اور لوبان کے جلانے کا بھی اہتمام ہوتا تھا۔ درس کے آخر میں حسب قاعدہ درود شریف پڑھتے اور تمام سامعین حتیٰ کہ معصوم بچے اور بچیوں تک کے نام دن اور تاریخ لکھتے اور نیچے اپنا دستخط ثبت کرتے۔

۱۱۹۱ھ میں عبدالرزاق آفندی روم سے مصر تشریف لائے۔ یہ اپنے علاقے کے بڑے رئیس تھے۔

جب انھوں نے آپ کی تعریف سنی تو ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ سے اجازت لی اور مقاماتِ حریری کا درس آپ سے لینے لگے۔ آپ مقامات کے لغوی معنی سمجھاتے تھے۔

ایک مرتبہ محمد پاشا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی ملاقات میں آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی کفالت کا ذمہ لیا۔ آپ کے تبحر علمی کا اب بین الاقوامی سطح پر چرچا ہونے لگا اور دور دراز ممالک میں بھی خاصی مقبولیت حاصل ہوئی۔ مختلف ممالک سے خطوط آنے شروع ہوئے۔ تحفے تحائف اور قیمتی سامان سے بھرے ہوئے صندوق آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ ترک، حجاز، ہند، یمن، شام، بصرہ، عراق، سوڈان، فزان اور الجزائر کے سربراہوں کی طرف سے خطوط اور وفود آنے شروع ہوئے اور ہر ملک والے نے اپنے ملک کی خاص چیز تحفۃً پیش کی۔ حاکم فزان نے ایک عجیب چیز جس کی شکل بھیڑ کی طرح اور سر بچھڑے کا تھا، آپ کی خدمت میں بھیجا، جس کو آپ نے سلطان عبدالحمید کی اولاد کو ہدیہ کر دیا۔

اہلِ مغرب میں تو آپ کی شہرت اتنی پھیلی کہ پورے مغرب میں یہ بات ہر ایک کی زبان پر تھی کہ جو حج کرنے گیا اور مرتضیٰ الزبیدی کی زیارت نہ کی تو گویا اس کا سفرِ حج ادھورا رہا۔ چنانچہ ایامِ حج میں آپ کی قیام گاہ کے سامنے لوگوں کا ایک بڑا ہجوم رہتا تھا اور ہر ایک کے پاس ایک خط ہوتا۔ جس آدمی کو خط کا جواب تحریری شکل میں ملتا تو وہ اس کا تعویذ بنا کر اپنے پاس محفوظ رکھتا اور اسے اپنے سفرِ حج کی نشانی سمجھتا۔ نیز یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ میرا خاتمہ حسنِ ایمان کے ساتھ ہو گا اور جسے جواب نہ ملتا تو وہ تا دمِ زیست حسرت اور افسوس کرتا تھا اور لوگ اسے ملامت کرتے تھے۔

۱۱۹۴ھ میں آپ کی رفیقۂ حیات فوت ہو گئی۔ آپ نے اس کی جدائی میں اشعار بھی لکھے۔ چند اشعار نمونے کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں:

مضت فمضت عنی بھا کل لذۃ — تقربھا عینائی فانقطعا معاً

لقد شربت کاساً سنشرب کلنا — کما شربت لم یجد عن ذاک مدفعاً

فمن مبلغ صبحی بمکۃ اننی — لکیت فلم اترک لعینی مدمعاً

وہ چلی گئی تو اس کے ساتھ ہی ساری لذتیں ختم ہو گئیں۔

اس نے موت کا پیالہ پی لیا اور ہم سب عنقریب اسے پییں گے جیسا کہ اس نے پی لیا اور اس سے کسی مخلص نہیں۔

پس میرے ساتھیوں میں سے کیے میں کون یہ پیغام پہنچائے کہ میں اتنا رویا کہ آنکھوں میں ایک قطرہ آنسو نہ رہا۔

غالباً اس صدمے کا آپ پر اتنا اثر ہوا کہ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے معتکف ہو گئے اور تحفے تحائف کا سلسلہ بھی بند کر دیا۔

شعبان ۱۲۰۵ھ میں بعد از نماز جمعہ آپ پر طاعون کا ایسا شدید حملہ ہوا جس کی وجہ سے اتوار کے دن آپ اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

آپ کا جسم کمزور۔ سنہری رنگ، گھنی داڑھی اور باریک تھی۔ ہمیشہ عمدہ کپڑے پہنتے تھے اور ہشاش بشاش رہتے تھے۔

آپ کی تصانیف ایک سو سے زیادہ ہیں۔ لیکن بقول بروکلمن صرف تیس کتابیں دست یاب ہیں۔ ان میں سے بعض مخطوطے ہیں اور بعض مطبوعہ۔

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین بشرح اسرار احیاء علوم الدین۔ مطبوعہ۔ مطبع ایمنیہ قاہرہ نے ۱۳۱۱ھ میں دس ضخیم جلدوں میں شائع کی ہے اور فاس (مراکش) میں (۴-۱۳۰۲) تک تیرہ جلدوں میں طبع کی ہے۔

۲۔ تاج العروس فی شرح القاموس۔ فن لغت میں ایک معرکتہ الآرا تصنیف ہے۔ دس ضخیم جلدوں میں ہے۔ ۱۳۰۶ھ میں پہلی مرتبہ بولاق (مصر) میں چھپی ہے۔ چودہ سال اور دو مہینے میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ یوسف الیان سرکیس نے معجم المطبوعات العربیہ جلد دہم ص ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ پہلی پانچ جلدیں مطبع الوہبیہ نے ۷-۱۲۸۶ میں شائع کیں۔ پھر مکمل طور پر دس جلدوں میں مطبع الخیریہ نے ۷-۱۳۰۶ میں شائع کی۔

مندرجہ ذیل علما نے نظم و نثر میں اس پر تقاریظ لکھی ہیں۔

(۱) شیخ عبد الرحمٰن العیدروس ۱۱۹۲ھ (۲) شیخ حسن الجدادی ۱۲۰۲ھ (۳) شیخ عطیہ الاجہوری ۱۱۹۰ھ (۴) شیخ عیسیٰ البداوی ۱۱۸۲ھ (۵) شیخ محمد بن ابراہیم العوفی ۱۱۹۱ھ (۶) شیخ حسن الہواری ۱۲۱۰ھ (۷) شیخ علی بن الصالح الشاوری ۱۱۸۵ھ (۸) شیخ محمد الجبر بتاوی ۱۲۰۷ھ (۹) شیخ علی صعیدی ۱۱۸۹ھ (۱۰) شیخ احمد الزردیر ۱۲۰۱ھ (۱۱) شیخ علی القناوی ۱۱۹۸ھ (۱۲) شیخ محمد البغدادی مشہور بہ السویدی وغیرہم۔

۳۔ عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ۔ مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ مذہب امام ابو حنیفہ

کے مسائل کی حدیثوں سے تائید کی گئی ہے۔ احناف کے نزدیک یہ ایک لاجواب کتاب ہے اور دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ایمانیات اور دوسرے حصے عبادات ہیں۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں ایک نسخہ موجود ہے۔

۴۔ تنبیہ المعارف البصیر علی اسرار حزب الکبیر۔ یہ ابوالحسن الشاذلی کے حزب البر کی شرح ہے، مصر میں شائع ہوئی۔

۵۔ نشوۃ الارتیاح فی بیان حقیقۃ المیسر والقداح۔ مطبوعہ ۱۳۰۳ھ لیدن۔

۶۔ بلغۃ الاریب فی مصطلح آثار الحبیب۔ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ

۷۔ کشف اللثام عن آداب الایمان والاسلام۔

۸۔ الفیۃ السند مخطوطہ

۹۔ مختصر العین مخطوطہ لغت کے بارے میں ہے۔

۱۰۔ التکملۃ والصلۃ۔ مخطوطہ دو ضخیم جلدوں میں ہے۔

۱۱۔ ایضاح المدارک بالافصاح عن العواتک۔ مخطوطہ

۱۲۔ عقد الجمال فی بیان شعب الایمان

۱۳۔ تحفۃ القماعیل۔ مخطوطہ۔ شیخ العرب اسماعیل کی مدح میں لکھا ہے۔ قاہرہ میں موجود ہے۔

۱۴۔ تحقیق الوسائل لمعرفۃ المکاتبات والرسائل۔ مخطوطہ

۱۵۔ جودۃ الاقتباس فی نسب بنی عباس۔ مخطوطہ

۱۶۔ حکمت الاشراق الی کتاب الآفاق۔ مخطوطہ۔ قاہرہ میں موجود ہے۔

۱۷۔ الروض المعطار فی نسب السادات آل جعفر الطیار۔ مخطوطہ قاہرہ میں موجود ہے۔

۱۸۔ مزیل نقاب الخفاء عن کنی سادتنا بنی الوفا۔ مخطوطہ۔ قاہرہ میں موجود ہے۔

۱۹۔ سفینۃ النجاۃ المحتویۃ علی بضاعۃ مزجاۃ من الفوائد المنتقاۃ۔ مخطوطہ۔

۲۰۔ غایۃ الابتہاج لمقتفی اسانید مسلم بن الحجاج۔ مخطوطہ۔

۲۱۔ عقد اللآلی المتناثرۃ فی حفظ الاحادیث المتواترۃ۔ مخطوطہ

۲۲۔ العقد المکلل بالجواہر الثمین۔

۲۳۔ شرح الصدر فی شرح اسماء اہل بدر
۲۴۔ زہر الاکمام المنشق عن جیوب الالہام بشرح صیغۃ سیدی عبد السلام
۲۵۔ رشفۃ المدام المختوم البکری۔
۲۶۔ قول المثبوت فی تحقیق لفظ التابوت
۲۷۔ معجم شیوخہ۔ مخطوطہ
۲۸۔ رفع الشکوی وترویح القلوب فی ذکر ملوک بنی ایوب
۲۹۔ معینۃ الاخوان فی شجرۃ الدخان
۳۰۔ لقط اللآلی من جوہر الغالی۔ یہ استاد الحنفی کی اسانید ہیں جن کی اجازت ۱۱۶۷ھ میں ملی جبکہ اسی سال آپ مصر آئے تھے۔
۳۱۔ المربی الکابلی فیمن روی عن الشمس البابلی۔ قاہرہ میں یہ نسخہ موجود ہے۔
۳۲۔ المقاعد المندیہ فی المشاہد النقشبندیہ۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل پانچ کتابیں آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں موجود ہیں۔
(۱) برنامجہ (۲) اسانید الطرق الثلاثۃ (۳) الامالی الحنفیہ ایک جلد میں (۴) الامالی الشیخونیہ۔ دو جلدوں میں (۵) تخریج احادیث خیر الانام۔

ماخذ

۱۔ تاریخ کامل لابن اثیر الجزری۔ حاشیہ عبد الرحمٰن الجبرتی جلد پنجم ص ۱۰۰
۲۔ الاعلام۔ خیر الدین الزرکلی جلد ہفتم ص ۲۹۷
۳۔ بروکلمن ۲۹۹، ۲۰، ۴۹۸: ۲ : ۶ : ۳۷۱ : ۲
۴۔ فہرست الخزانۃ التیموریہ ۳ : ۱۱۸
۵۔ معجم المطبوعات العربیہ المعربہ۔ یوسف الیان سرکیس جلد دہم ص ۱۷۲۶
۶۔ تاج العروس جلد دہم آخری صفحہ
۷۔ تذکرہ علمائے ہند۔ رحمان علی
۸۔ المعجم العربی۔ ڈاکٹر حسین نصار

("الحق" اکوڑہ خٹک)